95500 ـ فتوى كى بنا پر بيوى سے دروان عدت رجوع كر ليا ليكن اس فتوى كے خلاف فتوى حاصل ہونے پر بيوى نے كسى دوسرے سے نكاح كر ليا!

سوال

ميں نے ايك عورت سے شادى كى اور اس سے ميرا ايك بيٹا بھى ہے، ہمارے درميان اختلاف ہوا تو ميں نے اسے طلاق دے دى، دوران عدت ميرے اور بيوى كے بھائى كے درميان تلخ كلامى ہوگئى تو ميں نے اسے كہا: " اگر فلاں عورت فجر سے قبل ميرے گھر نہ آئى تو اسے تين طلاق "
ليكن اس كے بھائى نے آنے سے روك ديا اور وہ نہ آ سكى، اس وقت ميں نے اس سے رجوع نہيں كيا تھا، كچھ عرصہ بعد ميں نے ايك عالم دين سے مسئلہ دريافت كيا تو انہوں نے مجھے بتايا كہ ميں اس سے رجوع كر سكتا ہوں، ليكن مجھے يہ نہيں بتايا گيا كہ دوسرى طلاق واقع ہوئى يا نہيں.
دو برس كے بعد بہت بڑى مشكل كھڑى ہوگئى جس ميں گھر والوں كا بہت حصہ تھا، تو ميں نے اسے طلاق دے دى، ليكن ميں دوران عدت اپنى مطلقہ سے ملتا رہا اور آپس ميں ازدواجى تعلقات بھى قائم كيے، چنانچہ ميں نے اپنے ملك كے ايك عالم دين سے جو كہ عدالت ميں كام كرتا تھا سے دريافت كيا تو اس نے مجھے لكھ كر فتوى ديا كہ جس طلاق كے بارہ ميں مجھے كچھ نہيں بتايا گيا تھا وہ طلاق واقع ہى نہيں ہوئى، كيونكہ طلاق يافتہ عورت كو دى گئى طلاق واقع نہيں ہوتى.
اور ازدواجى تعلقات قائم كرنے كے ساتھ ميرا رجوع صحيح ہے، ميں نے اس پر اپنے دو دوستوں كو گواہ بھى بنايا، اور اپنى بيوى كو بھى اس كے بارہ ميں بتا ديا تھا، ليكن سسرال والوں كو نہيں بتايا كيونكہ ميرے اور ان كے آپس ميں اخلافات تھے.
جب ميرے گھر والوں كو بيوى سے رجوع كا علم ہوا تو وہ مجھ سے ناراض ہوئے، ليكن ميں نے اپنى بيوى سے صبر كرنے كو كہا، اس طرح خفيہ طور پر رجوع كا سلسلہ جارى رہے حتى كہ ميں اپنے گھر والوں سے عليحدہ ہو جاؤں.
ايك سال تك ميں بيوى سے چورى چھپے ملتا رہا اور ہمارے ازدواجى تعلقات بھى قائم ہوتے رہے، اللہ تعالى نے مجھ پر انعام كيا تو ميں اپنى تعليم مكمل كرنے كے ليے باہر كے ملك جانے لگا لہذا سفر سے دس دن قبل ميں نے بيوى كو ٹيلى فون كيا اور اسے بتايا كہ اللہ نے ہمارى مشكل كا حل نكال ديا ہے ميں نے اسے ايك يا دو ماہ انتظار كرنے كا كہا كہ اسے بتاؤں گا كہ اللہ نے كيا حل نكالا ہے، اور ميں تعليم كے ليے دوسرے ملك چلا گيا ليكن جانے كى اسے خبر نہ دى.
جانے كے ايك ہفتہ بعد مجھے ميرے گھر والوں نے اچانك خبر دى كہ ميرى مطلقہ (جيسا كہ وہ خيال كرتے تھے) نے شادى كر لى ہے! مجھے بہت صدمہ پہنچا اب مجھے پتہ نہيں چل رہا كہ ميں يہاں دوسر رہتے ہوئے كيا كروں، اور ميں اس كى تصديق بھى نہيں كر پا رہا تھا.
چنانچہ ميں نے بيوى سے رابطہ كرنے كى كوشش كى اور جب رابطہ ہوا تو اس نے بتايا كہ ميرا خيال تھا كہ تھا كہ تم

مجھے یہ سارا عرصہ دھوکہ دیتے رہے ہو، جب اسے علم ہوا کہ میں پانچ برس سے پہلے واپس نہیں آ سکتا تو اسے دھوکہ کا یقین ہو گیا.
وہ یہ دعوی کرتی ہے کہ اس نے ریڈیو پر ایك عالم دین سے دریافت کیا کہ کیا نیت کے بغیر بیوی سے رجوع ہو گا یا نہیں تو اس نے رجوع میں نیت کے واجب ہونے کا فتوی دیا، چنانچہ میں نے دریافت کرنے کے بعد بیوی کو بتایا کہ میرا حق ہے کہ میں عدالت میں علیحدگی کا مقدمہ دائر کروں، یا پھر اسے طلاق دے دوں، اور انہیں بھی بتا دوں تا کہ طلاق کی عدت پوری کریں.
یہ علم میں رہے کہ سسرال والوں نے مجھ سے طلاق کا اسٹام لیے بغیر ہی اس کی شادی کر دی ہے، یہی وہ چیز تھی جس پر میں اعتماد کرتا تھا کہ جب وہ مجھ سے طلاق کا اسٹام طلب کریں تو میں انہیں بتاؤں، برائے مہربانی مجھے اس کا کوئی حل بتائیں کیا اس کا حل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ابلیس کے لشکر کو سب سے زیادہ پسند عمل خاوند اور بیوی میں علیحدگی کرانا ہے، شیطان خاوند اور بیوی میں علیحدگی کرا کر ابلیس کے قرب کا شرف حاصل کرنے کے لیے ایك دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں رہتے ہیں، کیونکہ ایسا کرنے والا شیطان ابلیس کے ہاں بہت مقام و مرتبہ اور شرف والا شمار ہوتا ہے.

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ابلیس اپنا تخت پانی پر لگا کر اپنا لاؤ لشکر روانہ کرتا ہے، ابلیس کے سب سے قریب اور شرف والا وہ شیطان ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ باز ہو، ایك شیطان آ کر کہتا ہے میں نے ایسے ایسے کیا، تو ابلیس اسے کہتا ہے تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا، پھر ایك اور شیطان آ کر کہتا ہے: میں نے اسے اس وقت تك نہیں چھوڑا جب تك کہ اس کی بیوی اور اس کے مابین علیحدگی نہیں کرا دی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چنانچہ ابلیس اسے اپنے قریب کرتا اور اپنے ساتھ چمٹا کر کہتا ہے ہاں تو نے کام کیا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2813).

آج ہم جو کچھ سن رہے اور پڑھ رہے کہ خاوند نے یہ کیا اور وہ کیا یہ سب شیطانوں کا اپنی مہم میں کامیاب ہونے

کی دلیل ہے، چنانچہ اسلامی ممالك میں طلاق کی نسبت ہولناك حد تك زیادہ ہو چکی ہے، اور اگر آپ اس کے اسباب تلاش کرنے لگیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ یہ سب کچھ اس دنیا کی بنا پر ہے اور دین کے سبب سے یہ طلاق بہت ہی کم ہو رہی ہے لیکن دنیا کے باعث طلاق بہت زیادہ ہے.

چنانچہ خاوند جلد بازی سے کام لیتے ہوئے غصہ میں آ کر بیوی کو طلاق دے ڈالتا ہے، اور پھر اس کے نتیجہ میں خاندان کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا ہے، اور اولاد کی تباہی سامنے آتی ہے.

ہو سکتا ہے یہ سطور پڑھنے والا شخص طلاق کے مسئلہ میں کچھ غور کرے اور طلاق دینے سے قبل کچھ سوچ لے، اور اپنے خاندان اور گھر کو بنا کر رکھنے کی حرص کرے، اور انہیں سعادت و راحت دے کر طلاق سے اجتناب کر لے، تا کہ اسے اور اہل خانہ کو شقاوت و بدبختی نہ آ لے.

دوم:

عمومی طور پر یہ ہے کہ طلاق کے اکثر مسائل میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، اور بہت سارے طلاق کے مسائل ایسے ہیں جنہیں خاوند طلاق دینے سے قبل جانتا تك نہیں، اس لیے اسے خاوند کو اس پر عمل کرنا چاہیے جس کا وہ علم رکھتا ہے، اور جس سے وہ جاہل ہے اس پر بھی وہ عمل کر گزرتا ہے.

کیونکہ اگر وہ کسی ایسے عالم دین سے دریافت کرے جس کے دین اور علم پر اسے بھروسہ اور وہ اسے ثقہ سمجھتا ہو اور اس عالم دین نے اسے کوئی فتوی دیا تو پھر اسے اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اور اس کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ کسی دوسرے فتوی کے حصول کے لیے کسی دوسرے عالم دین کا رخ کرے، اور نہ ہی اسے اس فتوی کے اثر میں شك کرنا چاہیے، کیونکہ اس نے تو اس پر عمل کیا ہے جو اللہ نے حکم دیا تھا کہ اہل علم سے دریافت کر لو، اور اس پر حکم کی تعمیل واجب کی تھی.

اور خاص کر جب یہ حکم کسی شرعی قاضی کی جانب سے صادر ہوا ہو، تو پھر قضاء کے فیصلہ سے اختلافی مسائل کا حل نکل آتا ہے، اور ثقہ عالم دین کے جواب پر سائل کو عمل کرنا لازم ہے.

سوم:

اس عالم دین نے آپ کو جو کہا ہے کہ مطلقہ عورت پر طلاق واقع نہیں ہوتی، یہ قول اہل علم کی ایك جماعت نےاختیار کیا ہے جن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور معاصر علماء میں شیخ ابن عثیمین اور شیخ ابن باز رحمہم اللہ شامل ہیں.

چہارم:

اور عالم دین نے جو آپ کو یہ کہا ہے کہ آپ کا اپنی بیوی سے جماع کرنا رجوع کہلاتا ہے یہ احناف اور حنابلہ کا

مسلك ہے اس قول كو لينے ميں كوئى حرج نہيں كيونكہ آپ نے وہى كام كيا ہے جس كا آپ كو حكم تھا كہ اہل علم سے سوال كريں، يہ مسئلہ اجتہادى مسائل ميں سے ہے جس ميں علماء كا اختلاف پايا جاتا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" خرقى كى كلام كا ظاہر تو يہى ہے كہ قول كے علاوہ كسى چيز سے رجوع حاصل نہيں ہوتا، امام شافعى كا مسلك يہى ہے اور امام احمد كى بھى ايك روايت ہے، اور دوسرى روايت يہ ہے كہ: وطئ و جماع سے بھى رجوع ہو جاتا ہے، چاہے اس ميں رجوع كى نيت نہ بھى ہو، اسے ابن حامد اور قاضى نے اختيار كيا ہے، اور سعيد بن مسيب اور حسن اور ابن سيرين، عطاء، طاؤس، زہرى، ثورى، اوزاعى، اور ابن ابى ليلى اور اصحاب الرائے كا يہى قول ہے " انتہى

ديكھيں: المغنى (8 / 482).

ہمارى رائے ميں تو آپ كا اپنى بيوى كو اپنے رجوع كے بارہ ميں فتوى كے متعلق بتانا، اور رجوع كرنے پر دو گواہ بنانا يہ جماع كے علاوہ بھى رجوع پر دلالت كرتا ہے كيونكہ آپ كا بيوى كو بتانا اور گواہ بنانا يہ رجوع كرنے كى صراحت ہے.

بہر حال آپ نے فتوى ليا اور آپ كو رجوع كا فتوى ديا گيا اور آپ نے بيوى كو اس فتوى كے بارہ ميں بتا بھى ديا اور پھر آپ كا رجوع پر دو گواہ بنانا يہ مستقل طور پر رجوع كرنے كى تقويت كا باعث ہے.

اس بنا پر آپ كى بيوى نے جو دعوى كيا ہے كہ اس نے كسى عالم دين سے دريافت كيا اور اس نے اسے عدم رجوع كا فتوى ديا ہے كيونكہ بغير نيت كے جماع كرنا رجوع نہيں كہلاتا يہ دعوى معتبر نہيں كيونكہ آپ نے فتوى حاصل كيا اور پھر بيوى كو بھى اس فتوى كے بارہ ميں بتا ديا اور رجوع پر دو گواہ بھى بنائے، اس طرح رجوع كى صورت مكمل ہو جاتى ہے اور بيوى كو اس كى مخالفت كرنے كى كوئى راہ نہيں ملتى.

پنجم:

آپ كا رجوع كے متعلق اپنے گھر والوں كو يا پھر سسرال والوں كو رجوع كے متعلق بتانا رجوع كے ليے شرط نہيں، بلكہ بيوى كو بھى رجوع كے بارہ ميں بتانا رجوع ميں شرط نہيں ہے، كيونكہ بيوى كے دور ہوتے ہوئے رجعى طلاق والى بيوى سے بھى اكيلا خاوند رجوع كر سكتا ہے، اس ميں نہ تو بيوى كى رضامندى كى شرط ہے اور نہ ہى بيوى كو بتانے كى شرط ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہ

اور ان كے خاوند انہيں واپس لانے كے زيادہ حقدار ہيں اگر وہ اصلاح كا ارادہ ركھتے ہوں البقرة (228).

امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" علماء کرام کا اجماع ہے کہ جب آزاد شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بیوی سے دخول ہو چکا ہو ایك یا دو طلاق ہوں تو خاوند کو بیوی سے رجوع کرنے کا زیادہ حق ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ عدت ختم نہ ہوئی ہو، اگرچہ بیوی ناپسند بھی کرے.

دیکھیں: تفسیر القرطبی (3 / 120).

آپ کے لیے بہتر تھا کہ آپ اپنے سسرال والوں کو خبر دیتے کہ آپ نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا ہے، اور انہیں نہ بتانے میں بہت بڑی خرابی اور قباحت پیدا ہونے کا خدشہ ہے وہ یہ کہ وہ یہ خیال کرتے ہوئے اپنی بچی کی شادی کسی دوسرے مرد سے کر دیں کہ آپ نے اسے طلاق دے دی ہے اور پھر آپ اس کے پاس بھی نہیں اس لیے ان کی طلاق یافتہ بچی کو نکاح کی اجازت ہے.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو رجوع پر گواہ بنانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

اور تم اپنے میں سے دو عادل گواہ بنا لو الطلاق (2).

تا کہ جھگڑا اور نزاع پیدا نہ ہو اور اگر کوئی بھول جائے تو اسے یاد دلایا جا سکے، اور غافل کو طلاق کی تعداد پر متنبہ کیا جا سکے.

فقھاء کرام نے رجوع پر گواہ نہ بنانے کے مسئلہ میں اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے رجوع میں اخلاف پیدا ہو جائے اور جھگڑا کھڑا ہو جائے کہ اس نے تو رجوع کیا ہی نہیں اور اسی دعوی کی بنا پر وہ کسی دوسرے مرد سے شادی کر لے لہذا اگر گواہ ہوں گے تو ایسا نہیں ہو سکےگا.

الموسوعة الفقهية میں درج ہیں:

" جمہور فقھاء کہتے ہیں کہ بیوی کو رجوع کے بارہ میں بتانا مستحب ہے، کیونکہ ایسا کرنے میں خاوند اور بیوی میں پیدا ہونے والے نزاع کا خاتمہ ہے.

عینی رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" عورت کو رجوع کے بارہ میں بتانا مستحب ہے، یعنی عورت کو رجوع کا بتایا جائے، ہو سکتا ہے وہ یہ خیال کرتے ہوئے کہ خاوند نے رجوع نہیں کیا اور اس کی عدت بھی گزر گئی ہے تو وہ کسی اور سے شادی کر لے، اور خاوند اس سے وطئ بھی کر لے، تو اس طرح وہ عورت خاوند سے رجوع کے متعلق دریافت نہ کرنے اور خاوند اسے رجوع

کے بارہ میں نہ بتا کر گنہگار ہوگا.

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اگر بیوی کو رجوع کے بارہ میں علم نہ بھی ہو تو رجوع صحیح ہے، کیونکہ یہ تو قائم شدہ نکاح کو برقرار رکھنا ہے، نہ کہ نیا نکاح کرنا، اس لیے خاوند اپنے خالص حق میں تصرف کا حق رکھتا ہے، اور جب انسان اپنے کسی خالص حق میں تصرف کرنا چاہے تو اسے دوسرے کو بتانا اور علم میں لانا ضروری نہیں ہے " انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (22 / 114).

اب آپ کو چاہیے کہ اپنا مقدمہ شرعی عدالت میں لے جائیں اور اس عالم دین کا لکھا ہوا فتوی بھی پیش کریں، اور اپنے ساتھ رجوع پر بنائے گئے دو گواہ بھی پیش کریں تا کہ آپ کا اپنی بیوی سے رجوع ثابت ہو سکے اور بیوی آپ کی عصمت میں آ جائے.

اور اگر شرعی عدالت میں جائے بغیر آپ ان سب کو یہ معاملہ سمجھا سکتے ہوں تو یہ بہتر ہے.

ہم یہاں آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ اگر آپ اپنی بیوی سے رجوع نہ بھی کرنا چاہتے ہوں تو بھی آپ کو اس مسئلہ پر خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ معاملہ کو صحیح کرنے کے بعد آپ اگر چاہیں تو بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں لیکن یہ جان لیں کہ آپ کی خاموشی دوسرا غیر شرعی نکاح باقی رکھنے کا باعث بن سکتا ہے، اور یہ بہت ہی قبیح چیز ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنی رضامندی والے اعمال کرنے کی توفیق دے، اور آپ کے لیے خیر و بھلائی میں آسانی پیدا فرمائے.

واللہ اعلم .